مشرقِ وسطیٰ

مسیحی آبادی کی صورتِ حال غور و فکر کا موضوع ہے۔

مشرقِ وسطیٰ میں اگرچہ نسبتاً امن ہے، مگر مسیحی آبادی اپنے مستقبل کے بارے میں مطمئن نہیں۔ اُردن میں چرچ کی امدادی سرگرمیوں سے وابستہ ایک شخص کے مطابق اگر حالات خراب ہوتے ہیں تو مسیحی ملک چھوڑنے کے لیے تیاری کیے ہوئے ہیں۔ "پاپائی مشن برائے فلسطین" کے اُردنی دفتر کے سربراہ فادر ولیم - ڈبی - کارکورین کے الفاظ میں "مشرقِ وسطیٰ سے مسیحی آبادی کا خروج کسی پریشان کن صورتِ حال کا غماز نہیں، بہت ہی کم لوگ نقلِ مکانی کر رہے ہیں، مگر مستقبل کے لیے صورتِ حال درست نظر نہیں آتی۔ بہت سے مسیحی پاسپورٹ تیار کیے بیٹھے ہیں، بیرونِ ملک رقم جمع کرا رہے ہیں اور حالات خراب ہونے پر فوراً ملک چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔"

فادر کارکورین نے حال ہی میں ویٹیکن میں اُن تنظیموں کے ایک اجلاس میں شرکت کی ہے جو مشرقی کلیسیاؤں کی امداد کے لیے کام کر رہی ہیں۔ اِس اجلاس کا مقصد یہ تھا کہ مشرقِ وسطیٰ سے مسیحی آبادی کافی عرصے سے جس طرح نقلِ مکانی کر رہی ہے، اِس کے اسباب کا جائزہ لیا جائے اور اِس نقلِ مکانی کو روکنے کے لیے لائحہ عمل تجویز کیا جائے۔ اجلاس میں جو رپورٹیں پیش کی گئیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بیسویں صدی میں مشرقِ وسطیٰ کی مسیحی آبادی کے تناسب میں ڈرامائی کمی آئی ہے۔ آبادی کا گزشتہ اور موجودہ تناسب مندرجہ ذیل جدول سے واضح ہے۔

ملک	مسیحی تناسب آبادی	
	گزشتہ	موجودہ
ترکی	۳۲فیصد	۲ء۰فیصد
شام	۴۰فیصد	۱۰فیصد
عراق	۳۵فیصد	۵فیصد
ایران	۱۵فیصد	۲فیصد
فلسطین اور اُردن	۲۵فیصد	۴فیصد
مصر	۱۰فیصد	۷فیصد

فادر کارکورین نے آبادی میں فیصد کمی کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ خطّے میں مسلمان

خاندانوں کی بُلند شرح افزائش آبادی، نیز اسرائیل اور فلسطین جیسے ممالک میں بڑی تعداد میں غیر مسیحی آبادی کی آمد نے مسیحی تناسب کو متاثر کیا ہے۔

مسیحی آبادی کی زیادہ تر نقلِ مکانی جنگی حالات کے تحت ہوئی ہے۔ اگر خطّے میں امن برقرار رہے تو ایک رپورٹ کے مطابق دوتہائی مسیحی فلسطین سے جانا پسند نہ کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ سوچنا چنداں درست نہیں کہ وہ فلسطینی مسیحی جو پہلے سے بیرون ملک جا چکے ہیں، واپس آجائیں گے۔

اُردن کی مسیحی برادری، فادر کارکورین کے اندازے کے مطابق "حالتِ انتظار" میں ہے۔ یہ لوگ اپنا سرمایہ ملک میں نہیں لگا رہے۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ اُن کے تحفّظ اور مذہبی آزادی کا ضامن ایک فرد یعنی شاہ حسین ہے۔ اور وہ صرف ایک شخص پر انحصار کرتے ہوئے اپنا مستقبل داؤ پر لگانے کے لیے تیار نہیں، چاہے یہ شخص واحد کتنا ہی اچھا اور طاقتور کیوں نہ ہو۔

ویٹیکن میں منعقدہ مذکورہ اجلاس میں فادر کارکورین نے بتایا کہ سالِ رواں کے آغاز میں دو گرجا گھروں پر کس طرح حملہ کیا گیا اور مسیحی اپنے آپ کو اُردن میں "ناپسندیدہ" عنصر خیال کرنے لگے۔ یہ رائے عام ہے کہ اُردن کی موجودہ ۶ء۳ فیصد مسیحی آبادی آئندہ بیس برسوں میں تیزی سے کم ہو جائے گی، کیوں کہ اسلامی بنیاد پرستی کے اثرات بڑھ رہے ہیں۔

خلیجی جنگ کے بعد عراق سے مسیحی برادری کا بڑے پیمانے پر خروج ہوا ہے جو اقوام متحدہ کی عائد کردہ پابندیوں کے باعث مسلسل جاری ہے۔ حکومت عراق نے حال ہی میں سرکاری زمین کی فروخت کا جو فیصلہ کیا ہے اس سے اُن علاقوں میں بھی مسلمان آکر آباد ہونے لگے ہیں جو کبھی مسیحی علاقے خیال کیے جاتے تھے۔

فادر کارکورین کے تجزیے کے مطابق مسیحی ادارے جو برسوں سے عراق میں قائم ہیں، مسیحی آبادی کے درمیان مایوسی کی فضا پیدا کر رہے ہیں، کیونکہ یہ آبادی کی کفالت نہیں کر سکتے۔ یہ واضح ہو گیا ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں مسیحیوں کو نقلِ مکانی سے باز رکھنے میں چرچ کے قائم کردہ امدادی منصوبے کامیاب نہیں ہوئے۔ "لوگ جن چیزوں کی توقع رکھتے ہیں، ہم اُنہیں مہیّا نہیں کر سکتے۔ وہ امن، آزادیٔ مذہب، اقتصادی خوش حالی، اپنے بچوں کی اچھی تعلیم چاہتے ہیں اور یہ ایسی چیزیں ہیں جو کوئی حکومت ہی مہیّا کر سکتی ہے۔" مختصراً "یہ کہنا کچھ زیادہ عقل مندی کی بات نہیں کہ ہم مسیحی آبادی کو مشرقِ وسطیٰ سے نقلِ مکانی سے باز رکھ سکتے ہیں۔"

مذکورہ صورت حال میں چرچ سے وابستہ ادارے سوچ رہے ہیں کہ وہ اپنے وسائل کو مسیحی آبادی کی امداد کے لیے کس طرح زیادہ سے زیادہ بہتر طور پر استعمال کریں۔ فادر کارکورین کے الفاظ میں "اُس خطّے میں رقم لگانا کوئی عقل مندی نہیں جہاں مسیحی خون مسلسل بہہ رہا ہے۔" تاہم چرچ ایجنسیاں اپنی امدادی سرگرمیاں جاری رکھنے کا ارادہ کیے ہوئے ہیں۔ ویٹیکن کے مذکورہ اجلاس میں مشرقِ وسطیٰ میں مسیحیوں کے لیے ۱۸ بڑے منصوبوں کی منظوری دی گئی ہے۔